عالمی فلسطین کانفرنس سے
آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای کا خطاب

بسم الله الرحمن الرحيم

" الحمد للّٰه ربّ العالمين والصّلاة و السّلام علی الرّسول الاعظم الامين وعلی اله الطاهرين وصحبه المنتجبين۔"

میں آپ سبھی علماء، مفکرین، سیاسی ماہرین ، اسلام کے اعتقادی اور عملی محاذوں اور سرحدوں کے مجاہدین ومحافظین اور اس عالمی اجتماع کے عزیز مہمانوں کو خوش آمدید کہتا ہوں ۔ آپ لوگ سامراجی سازشوں کے سایہ میں امت اسلامیہ پرڈھائی گئی عصری تاریخ کی سب سے بڑی مصیبت یعنی فلسطین اور قدس شریف پر غاصبانہ تسلط کے سلسلہ میں غوروفکر اور لازمی چارہ جوئی کے لئے ایک جگہ جمع ہوئے ہیں۔ پیغمبر اکرم حضرت محمّد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلّم کی تاریخ ولادت کے موقع پر اس اجلاس کا انعقاد ہم لوگوں کے لئے اتحاد و وعدۂ الٰہی پر اٹل اعتماد اور آہنی ارادہ کا باعث ہونا چاہئے اور اس مبارک موقع پر رحمت خداوندی اور نصرت الٰہی کی زمین ہموار ہوجانی چاہئے۔ واضح رہے کہ ملت اسلامیہ ایران موجودہ سال کو'' سال پیغمبر اسلام'' کے نام سے منسوب کر چکی ہے۔

درحقیقت یہ دور اسلامی بیداری کا دور ہے اور اس اسلامی بیداری میں فلسطین کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ فلسطین پر غاصبانہ تسلط کو تقریباً ۶۰ سال کا عرصہ گزر چکا ہے اور اس طویل مدت میں فلسطینی مظلومین طرح طرح کے مصائب اور آزمائشی مراحل سے گزر چکے ہیں جس میں ابتدائی مرحلہ کی مظلومانہ ومایوسانہ جدوجہد، اجباری مسافرت وآوارہ وطنی، اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے خانہ وکاشانہ کی نابودی، اپنے عزیزوں کا بیرحمانہ قتل عام، اس کے بعد عالمی اور بین الاقوامی تنظیموں کے سایہ میں پناہ گیری ، لاحاصل سیاسی معاملہ بندیوں کی یلغار، غاصبوں کے ساتھ مسلسل خسارہ وشکست پر مبنی مذاکرات اور ان طاقتوں کو واسطہ قرار دینا شامل ہے جو اس سانحۂ عظیم کی تخلیق اور اس کے دوام میں بنیادی کردار ادا کرتی چلی آرہی ہیں۔ ان تاریخی تجربوں کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ شجاعت و

شہامت سے مالا مال ملت اسلامیہ فلسطین کی نئی اور ابھرتی ہوئی نسل بیداری و آزادی خواہی کی بلند ترین چوٹی پر پہنچ گئی اور اس نے انتفاضہ کا آتش فشاں رونما کر دیا۔

مخالف محاذ میں بھی مختلف مراحل طے ہوئے ۔ بے لگام اور بے رحمانہ مظالم، نسل کشی، غیر معمولی تباہی و بربادی ، پڑوسیوں پر فوجی حملات ، نیل سے فرات تک کی دعویداری ،دنیائے اسلام کے بعض سیاسی ماہرین کی خیانت وکمزوری سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے علاقہ میں سیاسی اور اقتصادی دست درازی، اچانک فلسطین کے خوابیدہ شیر کی بیداری اور انتفاضہ کے سایہ میں اسلامی وانقلابی بیداری سے مالامال وحوصلہ مند وجوشیلی قوم سے ٹکرا گئی۔ جس کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ امریکی و برطانوی دولت پر منحصر اور ان کی شرمناک حمایت وسرپرستی پر ٹکی ہوئی صیہونی حکومت آج غیر معمولی طور پر متزلزل ومایوسی سے دوچار ہے۔ آج غاصب اسرائیلی حکمرانوں کا مقابلہ اسلامی بیداری سے مالامال جوشیلے فلسطینی نوجوانوں سے ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج بھی فلسطین غاصب وبیگانہ صیہونی جلادوں کے بے رحمانہ مظالم کا نشانہ بنا ہوا ہے اور حقیقی فلسطینی باشندوں پر وحشیانہ مظالم کی بھرمار ہے۔ صیہونی حکومت نہایت فخر ومباہات کے ساتھ فلسطینی مظلوموں پر اعلانیہ ظلم ڈھا رہی ہے لیکن اگر اس ۶۰ سالہ حادثہ کے طول وعرض پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالی جائے تو حیرت انگیز اور لرزہ براندام کر دینے والے حقائق کی نشاندہی ہوتی ہے۔ اور وہ دو محاذوں کے مرکز اقتدار میں پھیر بدل اور تبدیلی کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ ایک خود فلسطین میں اور دوسرے مشرق وسطی اور دنیائے اسلام میں کیونکہ فلسطین پر غاصبانہ تسلط کا یہ منصوبہ بنیادی طور پر مغربی ماہرین سیاست نے اسی مقصد کے لئے تیار کیا تھا کہ صرف فلسطین ہی نہیں بلکہ اس پورے علاقہ پر ان کا طولانی قبضہ قائم ہو جائے۔

ذرا ۱۹۴۰ء کی دہائی کے دوران فلسطین کے مجموعی حالات کا جائزہ لیجئے ۔عرب دنیا کے قلب میں واقع یہ سرزمین ایک فقیر ملک کی حیثیت رکھتی تھی۔ اس ملک کی حکومت بالکل کمزور تھی، عوام بالکل بے خبر اور پڑوسی ملکوں پر سامراجی گماشتوں کی حکومت قائم تھی۔ ایسے ناگفتہ بہ حالات میں اس دور کی انتہائی طاقتور ، دولتمند اور غیر معمولی طور پر مسلح مغربی سامراجی صیہونیوں کی تحریک کا سایہ اس علاقہ کو مسلمانوں سے چھین لیتا ہے اور ایک نسل پرست ، خونخوار اور مکمل دہشت گرد جماعت کے حوالہ کر دیتا ہے۔ اس کے بعد تمام مغربی حکومتیں ہی نہیں بلکہ دنیا کے دو بڑے متخاصم قطب بھی اس جماعت کی حمایت وسرپرستی میں لگ جاتے ہیں اور ایران کی پہلوی حکومت کی طرح علاقہ کی دیگر سامراج غلام

حکومتیں بھی عرب اور اسلام کی طرف سے روگردانی اختیار کرتے ہوئے، اس اسلام دشمن ونسل پرست صیہونی حکومت کی خدمت میں سرگرم ہوجاتی ہیں۔ چاروں طرف سے دولت، اسلحہ اور علم وصنعت کا ایک بڑا انبار صیہونی حکومت کے سپرد کردیا جاتا ہے۔ امریکہ ایک ماہر وکیل دفاع کی حیثیت سے ہر محاذ پر اس کی بھرپور وکالت میں سرگرم ہو جاتا ہے اور صرف یہی ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے سلسلہ میں سوویت یونین بھی امریکہ کی بالکل مخالفت نہیں کرتا ہے۔ جعلی اور لٹیری خصلتوں کی حامل صیہونی حکومت کی طرف سے اقوام متحدہ کے اجلاس میں پیش کی جانے والی قرار دادوں کی طرف سے مکمل لاپرواہی اختیار کی جاتی ہے اور امریکی ویوروپی حکومتوں کی حمایت وسرپرستی میں یہ نوتشکیل شدہ صیہونی حکومت مصر وشام اور جارڈن ولبنان پر فوجی حملہ کردیتی ہے اور ان ملکوں کے کچھ حصوں کو دائمی قبضہ کی نیت سے غصب کرلیتی ہے اور نہایت دیدہ دلیری و بے شرمی کے ساتھ قتل وغارتگری اور لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم رکھتے ہوئے علاقہ کی تمام حکومتوں سے دھمکی آمیز انداز میں گفتگو کرتی ہے اور حکومت کی باگ ڈور یکے بعد دیگرے اس زمانہ کے خوفناک دہشت گردوں کے سپرد کردی جاتی ہے اور ان میں سے آخری ظالم صبر وشتیلا میں ہونے والے وحشیانہ قتل عام کا موجد ہے جس نے ایک دہائی سے بھی زیادہ عرصہ تک فلسطین میں حکومت کی ہے اور اپنے خوفناک اور بے رحمانہ اعمال کے ذریعہ خوف و دہشت کا ماحول قائم رکھا ہے۔

دوسری طرف فلسطینی محاذ پر کمزوری کے ساتھ ابتدائی مرحلہ میں ناکامی اور بے سود ولاحاصل کوششوں کا سلسلہ دکھائی دیتا ہے۔ اور ان میں ہر گروہ اپنی کوششوں کو آزماتا ہے ۔ یہ لوگ قومیت پرستی یا مارکسی نظریات اور لائحہ عمل کو بروے کار لاتے ہیں۔ لیکن ان میں سے ہر ایک کو مکمل ناکامی سے ہمکنار ہونا پڑتا ہے ۔ آہستہ آہستہ صبر وتحمل اور مجاہدانہ صفات سے مالامال دین مبین اسلام کی پیرو ملت فلسطین کو اپنی سیاہ وغم آلودہ افق پر قدرے روشنی دکھائی دیتی ہے۔ اس روشنی کی وجہ سے اس مظلوم وستم رسیدہ قوم میں کچھ امید پیدا ہوجاتی ہے اور اسی دوران مشرق کی طرف سے اسلامی انقلاب کا سورج نمودار ہوجاتا ہے اور اس الٰہی انقلاب کے بلند پرچم پر خدا اور اسلامی شریعت کے نام کے ساتھ ہی فلسطین کا نام بھی ابھرا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

اس کے بعد حوادث کے رخ میں غیر معمولی تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے اور غاصب حکومت کے ساتھ ہی ساتھ اس علاقہ میں امریکی تسلط کی راہ وروش روبہ زوال نظر آنے لگتی ہے ۔ واضح رہے کہ گذشتہ

جارحانہ کارروائیوں کے دوران علاقہ پر ہونے والے وحشیانہ مظالم میں امریکہ برابر کا شریک رہا ہے۔ دیکھتے ہی دیکھتے فلسطین اور لبنان میں اسلام پر مکمل عقیدہ وایمان رکھنے والے فلسطینی مجاہدوں کا قافلہ پوری طرح آمادہ دکھائی دینے لگتا ہے ۔ جہاد وشہادت کے فلسفہ کو نئی زندگی حاصل ہوجاتی ہے اور مقابلہ وقربانی کے عزم سے مالامال حقیقی قومی طاقت ابھر کر سامنے آجاتی ہے اور لوگوں میں دشمن کے خلاف جدوجہد اور اس راہ میں ہر ممکن فداکاری کا احساس غلبہ حاصل کرلیتا ہے۔شہادت طلب جوانوں کا مقدس خون اور اپنے جان کی پرواہ نہ کرنے والوں کی میدان جنگ میں بھرپور موجودگی لذت پسند ومادیت پرست دنیاداروں کے تمام محاسبات کو باطل وبے بنیاد ثابت کردیتی ہے۔ ایک ایسا نیا میدان جنگ نظر آنے لگتا ہے جہاں تلوار پر خون کی کامیابی کا منظر صاف دکھائی دینے لگتا ہے، چنانچہ اس غم انگیز حادثہ کے ۶۰ سال بعد آج محاذ حق نئی امیدوں کا حامل دکھائی دیتا ہے اور اس محاذ پر ایمانی طاقت کا بول بالا ہے اور نئی نسل روز بروز اس اسلامی اور ایمانی محاذ کی طرف پہلے سے زیادہ راغب نظر آتی ہے ۔ میدان فلسطین میں تازہ دم اور حوصلہ مند نوجوانوں کی کثرت دکھائی دیتی ہے اور فلسطینی محاذ ہر روز پہلے سے زیادہ طاقتور ہورہا ہے۔ اسی وجہ سے لبنان اور فلسطین میں ان شہادت طلب مجاہدوں کی بدولت دشمن کو لگاتار شرمناک شکست کا منہ دیکھنا پڑرہا ہے اور مجاہدوں کی یہ جماعت اپنی معرکہ آرائیوں کے سایہ میں فتح مبین کی طرف بڑھتی چلی جارہی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے اپنے اس کلام صادق کے ذریعہ انہیں لوگوں کو خطاب فرمایا ہے’’ وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغٰانِمَ كَثِيرَةً تَاْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهِ وَكَفَّ اَيْدِيَ النَّاسِ عَنكُمْ وَلِتَكُونَ اٰيَةً لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَهْدِيَكُمْ صِرَاطاً مُّسْتَقِيماً۔‘‘(سورہ فتح۔۲۰)وَاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ اَحَاطَ اللّٰهُ بِهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا(سورہ فتح ۲۱)

دوسری طرف محاذ باطل لگاتار عقب نشینی کے بعد ابتدائی جھوٹی امیدوں سے محرومی کے ساتھ ہی ساتھ غیر معمولی اختلاف وتفرقہ ودیوالیہ پن کا شکار ہے اور اس کی حمایت کرنے والا امریکہ مشرق وسطیٰ میں ناقابل حل پریشانیوں کے دلدل میں پھنسا ہوا ہے اور سردست امریکہ صرف اس علاقے کے لوگوں کی ہی نہیں بلکہ عالمی نفرت وبیزاری کا نشانہ بنا ہوا ہے۔

نیل سے فرات تک کا نعرہ اب نعرہ امنیت وسلامتی میں تبدیل ہو چکا ہے اور سلامتی سے اس دیوار کے اندر کی سلامتی مقصود ہے جو غاصب حکومت نے اپنے اردگرد بنا رکھی ہے۔ اور اب فلسطین کی

انقلابی قوم سے مقابلہ کے لئے ٹینک ، بم، دہشت گردی اور قیدوزندان کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔ یہ وہی اسلحے ہیں جو گذشتہ دہائیوں میں بھی فلسطینی مظلوموں کے خلاف استعمال کئے جارہے ہیں اور جن اسلحوں کی وجہ سے یہ قوم فولادی شکل اختیار کرچکی ہے اور جن کے آئندہ استعمال کے نتیجہ میں فلسطینی قوم کے ثبات قدم میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

میرے بھائیو ! اور میری بہنو!

آج ملت فلسطین ایک دشوار اور طولانی جہاد کے میدان کے درمیان کھڑی ہوئی ہے۔ یہ فقط جہاد فلسطین نہیں ہے بلکہ اسلامی دنیا کے وسیع جہاد کا نمایاں حصہ ہے جو حملہ آور، ظالم اور غارتگر طاقت کے خلاف ایک لمبی مدت سے جاری ہے ۔ آج اسلامی دنیا پوری طرح بیدار ہوچکی ہے ہر اسلامی ملک میں اسلامی حکومت کی تشکیل کا مطالبہ ملک کے نوجوانوں، دانشوروں ، مفکروں اور یونیورسٹی سے وابستہ طلبا واساتذہ کے درمیان غیر معمولی مقبولیت حاصل کرتا جارہا ہے۔ اسلامی جمہوریۂ ایران ، جو مذہبی عوام کی علمبرداری وسرداری جیسے خیال کا موجودحامی ہے، روز بروز ترقی کی منزلیں طے کرتا جارہا ہے اور اس کی طاقت وتوانائی میں بھی اضافہ ہورہا ہے ۔ حقیقی اسلام جس کو امام خمینیؒ نے انحراف وجمود واجنبیت سے پیراستہ متعارف فرمایا تھا، آج اکثر ممالک کے سیاسی میدان تک دست رس حاصل کرچکا ہے اوراس کی جڑیں اسلامی دنیا کے مشرقی ومغربی علاقوں تک پھیل چکی ہیں۔لبرل مغربی جمہوریت کی تلخ وزہر آلود غذا نے ، جس کو امریکی پروپگنڈہ کے سایہ میں حیات بخش وشفافراہم کرنے والی دوا کی حیثیت سے پیش کیا جارہا تھا ، امت اسلامیہ کو غیر معمولی اذیت پہونچائی اور ان کے دلوں کو کافی حدتک مجروح بنادیا۔ ہماری قوم عراق، افغانستان، لبنان، گوانتا ناموں، ابوغریب ودیگر علاقوں کے علاوہ سب سے پہلے غازہ اور جارڈن کے مغربی ساحلوں پر مغربی انسانی حقوق اور آزادی جیسی اصطلاح سے بخوبی واقف ہوچکی ہے کیونکہ امریکہ انتہائی بے شرمی وبے رحمی کے ساتھ ان اصطلاحات کی تبلیغ واشاعت میں ہمہ تن سرگرم تھا۔آج اسلامی دنیا میں آزاد خیال جمہوریت اسی طرح منفور اور رسوا ہے جیسے کل مشرقی اشتراکیت اور کمیونزم کو نفرت انگیز اور ذلت آمیز نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ آج دنیا کی تمام مسلمان قومیں اسلام کے سایہ میں آزادی ، کرامت اور عزت وترقی حاصل کرنا چاہتی ہیں ۔ یہ مسلمان گذشتہ دوصدیوں کی سامراج غلامی سے تنگ آچکی ہیں اور فقر و ذلت اور مسلط کردہ پسماندگی کی وجہ سے بالکل کمرخمیدہ ہوگئے ہیں۔ ہم لوگوں کو یہ حق حاصل ہے کہ ہم مغربی طاقتوں کی حقارت

اورعظمت پسندی کو انہیں واپس کردیں۔ ہماری قومیں ایسی ہی صادق فکر کی حامل ہیں۔اسلامی دنیا سے تعلق رکھنے والی ہماری موجودہ نسل مشرقی ایشیا سے لیکر قلب افریقہ تک اسی احساس کی حامل ہے اور یہ پیچیدہ رنگا رنگ دشوار اورطولانی جہاد کا میدان ہے اور اگر ہم فلسطین کو اس جہاد کا پرچم کہیں تو ہرگز مبالغہ آرائی نہ ہوگی۔ درحقیقت آج پوری اسلامی دنیا کو چاہیے کہ وہ مسئلہ فلسطین کو اپنا مسئلہ خیال کرے یہ ایسی رمزآلودکلید ہے جو امت اسلامیہ کے لئے کامیابی کے دروازوں کو پوری طرح کھول دیتی ہے۔فلسطین کو درحقیقت فلسطینی قوم کے حوالہ کردینا چاہئے اور ملک کے تمام فلسطینی باشندوں کے ذریعہ ایک ایسی جمہوری حکومت کی تشکیل عمل میں آنی چاہئیے جو پورے ملک پر حکومت کرے۔ برطانیہ، امریکہ اورصیہونی حکمرانوں نے گذشتہ ۵۰ سال کے دوران اس بات کی بھرپورکوشش کی کہ دنیا کے نقشہ سے فلسطین کا نام نیست ونابود ہوجائے اور فلسطینی قوم دنیا کی دیگرقوموں میں اس طرح گھل مل جائے کہ اس کا کوئی ظاہری وجود باقی نہ رہ جائے۔لیکن ان کی یہ کوشش پوری طرح ناکام ہوکر رہ گئی اور ان کے ظالمانہ دباؤ،ظلم وستم اور قساوت وبے رحمی کا الٹا نتیجہ برآمد ہوا۔آج ملت فلسطین ۶۰ سال میں پہلے سے کہیں زیادہ زندہ بہادر وطاقتور اور زیادہ کارآمد بن چکی ہے اور یہ صورت حال افتخارآمیز انتفاضہ کے جہاد وایمان کے سایہ میں رونما ہوئی ہے جس کو پوری طرح جاری رہنا چاہئے تاکہ خداوند عالم کا وعدہ پورا ہوسکے۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

”وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِى ارْتَضىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُونَنِى لَا يُشْرِكُونَ بِى شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ۔“ (نور۔۵۵)

وسیع تر دائرہ یعنی اسلامی دنیا میں بھی اس عظیم مقصد میں کامیابی کا حصول یعنی پرچم اسلام کے سایہ میں سامراجی دخالت ، طاقت اور تسلط سے نجات ممکن تو ہے لیکن اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے قسم کا جہاد لازمی ہے اور یہ جہاد علمی ،سیاسی اور اخلاقی جہاد ہے۔ ملت ایران گذشتہ ۲۷ برسوں کے دوران اس جہاد کوبخوبی آزما چکی ہے اور اس کے ذریعہ حاصل ہونے والے شیریں پھلوں سے لطف اندوز بھی ہوچکی ہے۔ اس مقدس جہاد کی بنیادعلم وایمان سے رغبت اور گہرا لگاؤ ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس راہ میں اٹھنے والا ہر مضبوط قدم اپنے بعد اٹھنے والے

قدم کو اور زیادہ استوار اور مستحکم بنا دیتا ہے اور اس کا ہر مرحلہ بعد میں آنے والے مرحلہ کو پہلے سے زیادہ ممکن بنا دیتا ہے۔ جہاد فلسطین ہو یا جہاد عالم اسلام دونوں میں کامیابی کی بنیادی شرط اپنے اصول اور اپنے موقف پر ثابت قدم رہنا ہے۔ دشمن کی ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ وہ ہمارے اصول کو ہم سے چھین لے اور ہمیں اپنے حقیقی موقف سے منحرف کردے۔ وہ مکروفریب، وعدہ اور دھمکی کے ذریعہ ہم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ہم اپنے بنیادی اصول سے چشم پوشی اختیار کرلیں۔ اصول سے دوری یا اس میں واقع ہونے والی کمرنگی کی وجہ سے عالم اسلام قائد ورہنما کی امتیازی صفت کو بھول جاتا ہے۔ اس کی بعد وہ آہستہ آہستہ ان اصول وقواعد کا پابند ہوجاتا ہے جو دشمن کے ذریعہ تیار کئے گئے ہیں۔ چنانچہ نتیجہ بخوبی واضح ہے۔ غالباً ہماری قوم کے درمیان ہم میں سے بعض ایسے لوگ بھی پائے جاتے ہیں جو ہمارے اپنے تو ہیں لیکن دشمن کے اصول کی پیروی کی وجہ سے وہ ہم لوگوں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ ان کی طرح ہم لوگ بھی اپنے حقیقی اصول کو ترک کردیں۔ یہ لوگ اپنی اس سفارش کومخصوص تدبیر اور حکمت عملی کا نام دیتے ہیں۔ ان کی نیت کمزوری، غفلت ناسمجھی، لالچ اور خیانت جس چیز پر بھی منحصر ہو خداوند عالم انہیں اپنے اس کلام کا مصداق قرار دیتا ہے۔

"فَتَرَی الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوبِھِمْ مَرَضٌ یُّسَارِعُونَ فِیھِمْ یَقُولُونَ نَخْشٰی اَنْ تُصِیبَنَا دَائِرَۃٌ فَعَسَی اللّٰہُ اَنْ یَاْتِیَ بِالْفَتْحِ اَوْاَمْرٍعِنْدِہٖ فَیُصْبِحُوْا عَلٰی مَا اَسَرُّوافِی اَنْفُسِھِمْ نَادِمِیْنَ۔" (مائدہ ۵۲)

ان لوگوں کو دشمن کی مدد کرنے سے بھی کوئی فائدہ نہیں حاصل ہوتا ہے۔ امریکہ اور مغربی ممالک متعدد بار یہ بات ثابت کرچکے ہیں کہ یہ ان لوگوں پر بھی رحم کرنے والے نہیں ہیں جو ان کے سامنے ہتھیار ڈال چکے ہیں۔ جیسے ان کے ساتھ تعاون کرنے والوں کی تاریخ ختم ہوتی ہے، یہ ان لوگوں کو دور پھینک دیتے ہیں۔

بعض لوگ دشمن کی طاقت کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ہیں اور حق طلب جماعت کو ان لوگوں کے مقابلہ سے خوفزدہ کرتے رہتے ہیں۔ اس بات میں خطرناک مغالطہ پوشیدہ ہے۔ اولاً جس دشمن کے مقابلہ سے عقلمند انسان پرہیز کرتا ہے، وہ ایسا دشمن نہیں ہوا کرتا جو اس کی شناخت، اس کے اہم اور بنیادی مفاد ومصالح اور اس کے وجود کو نشانہ بنائے ہوئے ہو۔ ایسے دشمن کے سلسلہ میں انسانی عقل کا واضح فیصلہ یہ ہے کہ اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ بات بخوبی واضح ہے کہ اس کے سامنے

سر تسلیم خم کردینے کے بعد بھی وہی خسارہ ہونیوالا ہے جس کا احتمال اس کے مقابلہ کی صورت میں ہے۔ البتہ دھمکی سے خوفزدہ ہوکر سر تسلیم خم کردینے میں زیادہ ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ آج وہ عالمی سامراج، جس کی ترجمانی امریکی صدر کررہا ہے، عالم اسلام کو اعلانیہ دھمکی دے رہا ہے اور صلیبی جنگ کی بات کرتا ہے۔ دوسری طرف صیہونی سامراجی تبلیغاتی ادارے اور اسلام دشمن جاسوسی میں سرگرم امریکی اور برطانوی تنظیمیں پورے عالم اسلام میں فتنہ انگیزی میں لگی ہوئی ہیں۔ امریکی اور برطانوی دولت اور حوصلہ افزائی کے سایہ میں ابلاغ عامہ کے ذریعہ اسلامی مقدسات کی اعلانیہ توہین کی جارہی ہے۔ اور اب صورت حال یہ ہوگئی ہے کہ پیغمبر اکرمؐ جیسی شخصیت بھی ان لوگوں کے جسارت آمیز پروپگنڈے سے محفوظ نہیں رہ گئی ہے۔ ہزاروں سنیما فلمیں اور کمپیوٹر کھیل منظر عام پر لائے جاچکے ہیں جن کا مقصد اسلام اور مسلمانوں کے چہرہ کو بدنما اور داغدار دکھایا جاسکے۔ یہ اسلام دشمن فلمیں اور کمپیوٹر کھیل عالمی بازاروں میں موجود ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اسلامی ملکوں پر ان کے ظالمانہ تجاوز، فلسطین وعراق اور افغانستان میں بیگناہ مسلمانوں کا قتل عام اور دنیا کے دیگر اسلامی ملکوں میں اپنے ناجائز سیاسی واقتصادی منافع و مفاد کی حفاظت کی خاطر ان کی مداخلت کا سلسلہ جاری ہے۔

ایسے دشمن کے مقابلہ میں سر تسلیم خم کردینا، عقل کے فیصلہ کی خلاف ورزی ہے۔ درحقیقت عقل وشرع کا فطری فیصلہ یہ ہے کہ ایسے دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے۔ دوسری طرف دشمن کی طاقت میں مبالغہ اس کے اہم ہتھکنڈوں میں سے ایک ہے۔ دولت، سیاسی اور فوجی طاقت اور جدید ترین اسلحوں کی فراوانی درحقیقت ان حکومتوں کو خوفزدہ کرسکتی ہے جو اپنے عوام کی حمایت وپشت پناہی سے محروم ہیں۔ صدام جیسی حکومتوں پر فوجی حملہ وغلبہ، جس کو نہ اپنے عوام کی حمایت حاصل تھی اور نہ جس کی فوج نے ایمان و جہاد کی خوشبو بھی سونگھی تھی، عظیم طاقت کی دلیل نہیں ہے۔ اس کے باوجود امریکہ عراقی عوام پر غلبہ حاصل کرنے میں پوری طرح ناکام رہا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ عراق نے امریکہ کی جمہوریت پسندی کو آزمائش کی کسوٹی پر لاکر کھڑا کردیا ہے اور عالمی سطح پر اسے ذلت ورسوائی سے ہمکنار کردیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ اس دعویٰ کی پول کھول دی ہے کہ امریکی طاقت کو شکست نہیں دی جاسکتی ہے۔ دنیا کی وہ قومیں اور وہ حکومتیں جو اپنے عوام کی حمایت پر منحصر اور اپنے خدا پر اعتقاد وایمان کے سرمایہ سے مالامال رہتے ہوئے ٹھوس اور آہنی ارادہ کے ساتھ دشمن کا مقابلہ

کرتی ہیں وہ کبھی شکست سے ہمکنار نہ ہوں گی۔ جہاد کی دشواریوں کے بعد انہیں کامیابی کا تحفہ یقیناً حاصل ہوگا اور وہ حملہ آور دشمن کے اس جھوٹے افسانہ کو بڑی آسانی سے باطل ثابت کردیں گی کہ اسے کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ فی الوقت اور ماضی قریب میں یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے اور آنیوالے وقت میں بھی یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی۔

ایران، عراق، شام اور لبنان کے بارے میں یکے بعد دیگرے امریکی سازشوں کا یہ سلسلہ، جس کا مقصد مشرق وسطیٰ میں صیہونی حکومت کی بالادستی قائم کرنا ہے، ہرگز کامیاب نہ ہوگا، بلکہ اسکی وجہ سے امریکی حکمرانوں کو مہلک نقصانات کا بوجھ اٹھانا پڑے گا۔ اگر امریکی حکومت عقل وخرد اور ضمیر و وجدان کی پیروی کے لئے آمادہ ہوجائے تو اسے عراقی عوام کے مقابلہ میں ہٹ دھرمی سے باز آجانا چاہئے اور ان کی منتخب کردہ حکومت کو ہی معتبر تسلیم کرنا چاہیے، اور فلسطینی عوام نے جو حکومت منتخب کی ہے اس کا باقاعدہ احترام کرنا چاہیئے، اور اپنے ہم معاہدہ باغی وشرپسند یعنی غاصب صیہونی حکومت کو قابو میں رکھنا چاہیئے، گوانتا ناموں، ابوغریب ودیگر خفیہ قید خانوں میں رکھے گئے مظلوم قیدیوں کو فوری طور پر آزاد کردینا چاہیئے، شام، لبنان اور اسلامی جمہوریۂ ایران کے خلاف سازشوں سے کنارہ کشی اختیار کرلینی چاہئے اور اپنی نادانی کی وجہ سے خلیج فارس اور مشرق وسطیٰ کے حساس علاقہ کو آگ کے شعلوں کے حوالے کرنے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

آخر کلام میں میں فلسطینی بہادروں اور مجاہدوں سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تم لوگوں نے جہاد وصبر اور دشمن کے خلاف اپنی مثالی اور درخشاں جدوجہد کے ذریعہ عالم اسلام کو سربلند بنادیا ہے اور تم ایک مثالی قوم کی حیثیت رکھتے ہو۔ مہلک وسنگین مصائب کا یہ بھاری بھرکم بوجھ تمہیں کمر خمیدہ نہیں کرسکا اور تمہارے شہیدوں کے مقدس خون نے تمہارے ثبات قدم کو مزید مستحکم کردیا۔ تمہارا دشمن اپنی سفاکی وبے رحمی، قتل وغارتگری واغواکاری ووحشی گری کے ذریعہ تمہیں اپنے محاذ سے پیچھے ہٹنے پر مجبور نہ کرسکا اور آج تم پہلے سے کہیں زیادہ طاقتور ہو۔ شیخ احمد یاسین، فتحی شقاقی اور رنتیسی جیسے تمہارے عظیم شہیدوں اور شہادت طلب نوجوانوں کا خون اب تک دشمن کی شمشیر پر کامیاب رہا ہے اور انشاء اللہ آئندہ خداوند عالم کی لایزالی طاقت کے سایہ میں اور زیادہ کامیاب رہے گا۔

ہم اسلامی جمہوریہ ایران اور ساری دنیا کے مسلمان اور آزادی پسند انسانوں کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اے آزادی و انسانیت کے پرستارو! ہم لوگ تمہارے شہیدوں کو اپنا شہید اور تمہارے

رنج وغم اور آلام ومصائب کو اپنا رنج وغم اور تمہاری کامیابی کو اپنی کامیابی خیال کرتے ہیں۔ امت اسلامیہ مغربی دنیا کی طرح تمہارے اوپر ڈھائے گئے مظالم کو دیکھنے کے بعد خاموش نہیں رہ سکتی ہے اور نہ تمہارے دشمنوں کے ساتھ دوستی کا ہاتھ بڑھا سکتی ہے۔ جو کوئی ایسا کرتا ہے وہ درحقیقت تمہاری دشمنی کے برابر ہے اور مکمل اعتماد و اطمینان کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ملّت اسلامیہ اس گناہ عظیم سے بہت دور ہے۔ امت اسلامیہ کا یہ فریضہ ہے کہ وہ حتی الامکان تمہاری مدد کرے تاکہ تم اس راہ حق پر آگے بڑھتے رہو اور وعدہ الٰہی پر بھروسہ رکھو۔ اپنے جان لیوا رنج ومصائب جس میں بے گناہوں کا خون ناحق اور ہر روز ڈھائے جانے والے وحشیانہ مظالم شامل ہیں، خداوند عالم کے حساب میں لکھے جاؤ اور سید الشہداء حضرت حسین بن علی علیہما السلام کی طرح جن کی گود میں ان کے شیرخوار بچہ کو زہر آلود تیر سے شہید کردیا گیا تھا، تم بھی اپنی زبان سے یہ کہتے رہو" انما یھون الخطب علی انه بعین الله۔"

اور اچھی طرح سمجھ لو کہ خداوند عالم نے صابر اور مجاہد مومنوں کی کامیابی کی ضمانت دے رکھی ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَامُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ